اللہ تعالیٰ کی ملکیت کا تصوّر اور نظامِ معیشت

ممتاز احمد سالک

(قسط ۱)

دنیا کے تمام معاشی نظاموں کے اختلاف کی اصل وجہ ملکیت کا تصور ہے۔ اس میں پہلا نزاعی مسئلہ یہ ہے کہ کیا اشیاء پر مالکانہ حقوق افراد کو حاصل ہونے چاہئیں' کسی خاص گروہ کو یا پورے معاشرے کو؟ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ملکیت پر اختیارات کے حدود و قیود کیا ہونے چاہئیں؟ اور تیسرا یہ کہ ملکیت میں اشیائے صرف اور اشیائے سرمایہ کا فرق ملحوظ رکھنا چاہیے یا نہیں؟ نظامِ سرمایہ داری' جاگیرداری' اشتراکیت اور فسطائیت کی عہدِ حاضر میں جتنی مختلف صورتیں پائی جاتی ہیں ان کا وجود انہی سوالات کے الگ الگ جوابات کا مرہونِ منت ہے۔ اور عہدِ قدیم میں بھی خانہ بدوشی اور قبائلیت سے لیکر شہنشاہیت تک جو الگ الگ معاشی قواعد پائے جاتے تھے' ان کی اساس ملکیت ہی کے مختلف تصورات تھے۔

اسلام نے اس بارے میں نہایت منفرد تصور دیا ہے' وہ یہ ہے کہ انسان سرے سے کسی چیز کا مالک ہے ہی نہیں' اس کی طرف ملکیت کی نسبت حقیقی معنوں میں نہیں بلکہ مجازی معنوں میں ہے۔ اس لیے ملکیت کے سلسلے میں وضعی نظاموں کے اختیار کردہ تمام تصورات پُر فریب اور باطل ہیں اور دنیا کے تمام فسادات' مظالم اور جھگڑوں کی بنیاد ہیں۔ حقیقتاً کائنات کی ہر چیز صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مِلک ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (سورۃ البقرہ ۲: ۲۵۵)

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا:

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (سورۃ المائدہ ۵: ۱۸)

زمین اور آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ بھی ہے سب اللہ کی مِلک ہے اور اسی کی

طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

اس آیت میں لفظ مِلک استعمال ہوا ہے۔ بقول امام راغب اصفہانی اس کے معنی زیرِ تصرف چیز پر بذریعہ حکم کنٹرول کرنے کے ہیں۔ یہ لفظ اقتدار و اختیار اور بادشاہت کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور اس پر اسے ایسے مکمل مالکانہ اختیارات بھی حاصل ہیں کہ وہ اس کے حکم و فرمانروائی کے مکمل تابع ہے اور اس سے ذرہ برابر بھی انحراف نہیں کرسکتی۔ اس طرح کی بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ کیونکہ وہ قادرِ مطلق ہے۔ جبکہ انسان اپنی ملکیتوں پر اس طرح کی کوئی قدرت نہیں رکھتے۔

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(سورۃ التغابن ۶۴:۱)

اللہ کی تسبیح کررہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے' اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تمام اشیاء سے اللہ تعالیٰ کے تعلق کی نوعیت لاثانی ہے۔ وہ ایک ایسا مالک ہے جو خود ان کو تخلیق کرنے والا بھی ہے اور حفاظت و نگرانی کرنے والا بھی' اس کے بغیر نہ تو کوئی چیز وجود میں آسکتی ہے اور نہ ہی وجود برقرار رکھ سکتی ہے۔ وہ محض گنتی کی چند اشیاء کا نہیں بلکہ ہر چیز کے خزانوں کا مالک ہے۔

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ○ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

(سورۃ الزمر ۳۹:۶۲'۶۳)

اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔ زمین اور آسمان کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔

انسان جن جن چیزوں پر اپنی ملکیتوں کے دعوے کرتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اور عطا کی ہوئی ہیں۔ اس کا اپنا رزق ہو یا رزق کمانے کی صلاحیتیں یا پھر اس کی معاون و مددگار بے شمار مادی و غیر مادی اشیاء' نامیاتی و غیر نامیاتی اجسام' ان سب پر محیط پورا نظامِ کائنات صرف اسی کی حکمت و تدبیر سے چل رہا ہے۔ اس لیے ساری چیزوں کا حقیقی معنوں میں وہی مالک و کارساز ہے۔

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ

مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ط فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (سورۃ یونس ۱۰:۳۱)

ان سے پوچھو، کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ ان کی سماعت و بینائی کی قوتوں کا مالک کون ہے؟ کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟ کون اس نظمِ عالم کی تدبیر کررہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے اللہ، کہو پھر تم تقویٰ کیوں نہیں اختیار کرتے؟

انسان کو کیسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ بے قید اور لامحدود مالکانہ حقوق و اختیارات کا دعویٰ کرے، جبکہ اس کا اپنا حال یہ ہے کہ وہ اللہ کی لاتعداد مخلوقات میں سے محض ایک مخلوق ہے؟ وہ خود اسی کا مملوک و غلام ہے۔ اسے تو خود اپنی قوتوں، صلاحیتوں اور اپنے حواس پر بھی قدرت و اختیار حاصل نہیں، وہ تو اپنی ذات کے نفع و نقصان کا بھی مالک نہیں، چہ جائیکہ دوسروں کو فائدہ اور نقصان پہنچا سکے۔ یہی معاملہ اس کے علم و تجربے کا ہے۔ وہ معاشیات کا کتنا ہی بڑا ماہر کیوں نہ ہو، اس کا علم بہرحال محدود اور ظنی ہوتا ہے۔ نہ تو وہ ان تمام محرکات و عوامل کو صحیح طور پر جان سکتا ہے جو اس کے نفع و نقصان پر اثر انداز ہورہے ہوتے ہیں یا ہوسکتے ہیں اور نہ ہی وہ مستقبل کے حالات و حوادث کے بارے میں کوئی حتمی بات کہہ سکتا ہے۔ اور اگر اسے کسی بات کا پتہ چل بھی جائے تو بھی اس کے اختیار اور بس میں یہ بات نہیں ہے کہ اپنے آپ کو کسی بحران و خطرے سے بچا سکے۔ ہر کام اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و قدرت میں ہے، صرف اسی کے حکم و منشا سے ہوتا ہے۔ عام افراد تو کیا اللہ کے برگزیدہ پیغمبر بھی اسی کے محتاج ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ
(سورۃ الاعراف ۷: ۱۸۸)

اے نبی ان سے کہو، میں اپنی ذات کے لیے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، سوائے اس کے کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لیے حاصل کرلیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا، میں تو محض ایک خبردار کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائیں۔

دنیا میں املاک و اموال پر اختیار و اقتدار کی جتنی مختلف صورتیں اور قسمیں ہیں، وہ سب اللہ ہی کے حکم و منشا سے مختلف انسانوں کو میسر آتی ہیں اور اس وقت تک ان کے پاس رہتی ہیں

جب تک اللہ کی حکمت و مصلحت ہوتی ہے۔ وہ جس کو جب چاہتا ہے سربلند کردیتا ہے' یہاں تک کہ اسے حکومت دیکر پورے معاشی نظام میں براہِ راست دخل انداز ہونے اور دوسروں کے اموال و مفادات کے بارے میں پالیسیاں بنانے اور معاشی معاملات کو کنٹرول کرنے کے مواقع دے دیتا ہے۔ اور جس کو جب چاہتا ہے خود اپنی کمائیوں سے استفادہ کرنے سے محروم کردیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے مال و اسباب کی قلت کے باوجود عزت دے دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے وسائل کی بہتات کے باوجود ذلیل و رسوا کردیتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ حقیقی اقتدارِ اعلیٰ اور حاکمیتِ مطلق اسی کے پاس ہے۔

قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (سورۃ آل عمران ۳:۲۶)

کہو' خدایا ' ملک کے مالک' تو جسے چاہے حکومت دے دے اور جس سے چاہے چھین لے' جسے چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کردے' بھلائی تیرے اختیار میں ہے تو ہر چیز پر قادر ہے۔

کائنات کی تمام موجودات پر اللہ تعالیٰ کا اختیار و اقتدار بلا شرکت غیرے ہے۔ وہ تنہا ہر چیز کا مالک ہے۔ اس کی ملکیت' تخلیق' منصوبہ بندی' تدبیر اور بادشاہی و حکمرانی میں کسی کا قطعاً کوئی حصہ نہیں۔ نہ اس کا کوئی ہمسر ہے' نہ شریک' نہ معاون ہے اور نہ ہی وارث۔ کائنات کی جس دوسری ہستی کا بھی کوئی تصور کیا جاسکتا ہو' وہ بہرحال اس کی مخلوق' محتاج اور مملوک اور غلام ہوگی' اس لیے اس کی ذات' صفات اور اختیارات میں کسی بھی اعتبار سے کسی اور کو حصے دار و شریک ٹھہرانا یا سمجھنا بہت بڑا جھوٹ' تجاوز' غداری اور ظلم ہے' ملکیت کے معاملے میں انسان کا خود اپنے آپ کو یا ثروت و اقتدار کے حامل لوگوں کو مالک' خود مختار اور آزاد سمجھنا اور اللہ کے احکام و فرامین کو نظرانداز کرکے اپنی من مانی کرنا اور ذاتی مرضی و منشا کے مطابق اسے حاصل کرنا اور صرف کرنا' نہ صرف یہ کہ بلا جواز ہے' بلکہ مالکِ حقیقی کے اختیارات میں شرک کرنے کے مترادف ہے۔ اس لیے کہ تمام اشیا میں تصرفات کے اصول و ضوابط مقرر کرنا اور حلال و حرام کی حدود و قیود کا تعین کرنا صرف اسی کا حق ہے۔ وہی نظمِ عالم کو چلا رہا ہے اور اس کی بہتری کو جانتا ہے' انسان کے معاشی اور دیگر معاملات کو صحیح خطوط پر گامزن رکھنے کے لیے ہر چیز کو اس نے وجود بخشنے کے بعد خاص اندازے پر رکھا ہے' اس کے لیے ٹھیک پیمانہ مقرر کیا ہے' اور اس کی تقدیر بھی بنائی ہے۔ تقدیر میں ایک ایک چیز کی صورت' جسامت' قوت و استعداد' اوصاف و

خصائص، کام اور کام کا طریق، بقا کی مدت، عروج و ارتقاء کی حد اور دیگر تمام تفصیلات شامل ہیں۔

اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا (سورۃ الفرقان ۲:۲۵)

وہی ہے جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا، جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے، جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔

بقول اقبال ؎

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
بادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمیں

تصورِ ملکیت دراصل کسی مملوکہ چیز پر اس کے مالک کے چند مخصوص حقوق و اختیارات کی نشاندہی کرتا ہے۔ اگر انہیں ساقط کردیا جائے تو ملکیت ہی ختم ہوجاتی ہے۔ جو ہستی وہ حقوق و اختیارات دینے والی ہوگی اصل مالک وہی ہوگی۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو انسان دنیا کی کسی چیز کا مالک و مختار کہلانے کا حق دار نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے پاس جو اموال و املاک ہیں ان کا خالق، مالک، رب اور محافظ اللہ تعالیٰ ہے۔ انہیں زیرِتصرف لانے کا شعور و سلیقہ بھی اسی کا عطا کردہ ہے اور جملہ حقوق و اختیارات بھی اسی کے تفویض کردہ ہیں۔ اور پھر ان کے اندر نفع رسانی اور خدمت گزاری کی قوتیں اسی کے حکم سے پیدا ہوئی ہیں اور اس کی مرضی و منشا تک جاری رہتی ہیں۔ اس لیے انسان کی حیثیت نائب و خلیفہ کی ہے اور اسی حیثیت میں ان املاک کو استعمال کرنے کا مجاز ہے۔ اسے صرف وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مالک نے دیے ہوں یا جسے وہ تسلیم کرتا ہو اور اتنے اختیارات حاصل ہوں گے جتنے مالکِ حقیقی نے سونپے ہوں۔ وہ ان تمام حدود و قیود کے اندر رہنے کا پابند ہے جو مالک نے مقرر کی ہوں۔ بصورت دیگر وہ باغی و نافرمان کہلائے گا اور سزا کا مستحق ہوگا۔

معاشی طور پر دو اہم اور بنیادی شعبے ہیں جو انسانوں کی ضروریات کی تکمیل کے لیے مرکزی کردار ادا کرتے ہیں۔ ایک زراعت اور دوسرا صنعت و حرفت، دونوں کے لوازمات کو فراہم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے مختلف انداز میں لوگوں کو اس بات کی طرف متوجہ کرنے اور ان کے ذہنوں میں اس حقیقت کو راسخ کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ وہ اپنی معاشی سرگرمیوں کے دوران ان حدود و قیود کا لحاظ رکھیں جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہیں اور اپنے معاشی نظام کی تشکیل و تعمیر

میں ان اقدار کو سامنے رکھیں جو رازق و کفیل نے خود انہی کی بھلائی کے لیے وضع فرمائی ہیں۔

زراعت کے بارے میں ارشاد ہوا:

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ (سورۃ الواقعہ ۵۶: ۶۳ تا ۶۷)

کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ یہ بیج جو تم بوتے ہو' ان سے کھیتیاں تم اگاتے ہو یا ان کو اگانے والے ہم ہیں' ہم اگر چاہیں تو ان کھیتیوں کو بھس بنا کر رکھ دیں اور تم طرح طرح کی باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہم پر تو تاوان ہی پڑ گیا بلکہ ہم تو محروم ہی رہ گئے۔

علامہ اقبالؒ نے اس مفہوم کو نہایت خوبصورت انداز میں اپنی نظم "الارض للہ" میں اجاگر کیا ہے ؎

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون ؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب ؟
کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ سازگار ؟
خاک یہ کس کی ہے ؟ کس کا ہے یہ نورِ آفتاب ؟
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب ؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب ؟

دہ خدایا یہ زمیں تیری نہیں' تیری نہیں
تیرے آبا کی نہیں' تیری نہیں' میری نہیں

(جاری ہے)

بقیہ: مطبوعات

ہیں۔ سود کا اگر ایک فرد کے لیے مفاد ہے تو مجموعی طور پر معاشرے کے لیے پیغامِ موت ہے علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

ظاہر میں تجارت ہے' حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا' لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات

مفید اور کار آمد کوشش ہے۔ اس کے مطالعہ کی سب کو سفارش کی جاتی ہے۔ (ع' ع)